اسلام نے نظامِ حکومت کے لئے خلافت کا تصور پیش کیا ہے۔

خلافت کا مفہوم

"خلافت کا معنی ہے جانشینی۔ خلافت نبی کریم ﷺ کی جانشینی کا نام ہے، یعنی دنیا بھر کے مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی بالا دستی قائم رکھتے ہوئے احکام الہیہ کا نفاذ کرنا۔"

جمہوریت کا مفہوم

"جمہوریت، جمہور سے بنا ہے جس کا مطلب ہے آدمیوں کا مجموعہ۔ دراصل یہ یونانی زبان کے دو لفظ سے مل کر بنا ہے:

"Demos جس کا معنی ہے عوام اور Kratos جس کا معنی ہے حاکمیت"، اسے انگریزی میں Democracy کہتے ہیں۔

عوام کی نمائندگی کرنے والی اکثریتی جماعت کا حکومتی نظام جمہوریت کہلاتا ہے۔ آسان الفاظ میں عوامی حکومت جمہوریت ہے۔"

خلافت اور جمہوریت میں بنیادی فرق

نظامِ خلافت، رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا تصور پیش کرتی ہے جس کی بنیاد اللہ عزوجل کی زمین پر اس کے احکام کا نفاذ کرنا ہے۔

نظامِ جمہوریت، عوام کی نمائندگی کا تصور پیش کرتی ہے جس کی بنیاد اکثریتی عوامی جماعت کی خواہشات کا تمام افراد پر نفاذ کرنا ہے۔

خلافت اور جمہوریت کا تفصیلی تقابل

(1) خلافت چونکہ احکامِ الہیہ کے نفاذ کا نام ہے لہٰذا اس بڑے منصب کے لئے شرائط رکھی گئی ہیں یعنی خلیفہ کے لئے مسلمان، مرد، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ جبکہ جمہوریت چونکہ اکثریتی عوام کی خواہشات کا نام ہے لہٰذا اس منصب کے لئے عوام کی پسند، ناپسند ہی کل شرائط ہیں یعنی کافر، فاسق، فاجر، جاہل وغیرہ بھی حاکم بن سکتا ہے۔

(2) خلافت میں خلیفہ کا انتخاب سابق خلیفہ یا اہلِ حل و عقد پر مشتمل مجلسِ شوری کرتی ہے جو عادل، عالم، صاحبِ رائے اور معاشرے کے بہترین لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ جمہوریت میں عوام اپنے ووٹ کے ذریعے حاکم کا انتخاب کرتی ہے، اس بات کی کوئی تمیز نہیں ہوتی کہ ووٹ دینے والا عاقل یا عادل ہے، عالم ہے یا جاہل، متقی ہے یا فاسق، نظامِ حکومت کو سمجھنے والا ہے یا نہیں ہے۔

(3) خلافت میں قرآن و سنت کی بالادستی ہوتی ہے اور اس سے اوپر کوئی قانون نہیں ہوتا جبکہ جمہوریت میں آئین کی بالادستی ہوتی ہے اور قرآن و سنت کو فوقیت حاصل نہیں ہوتی۔

(4) خلافت میں عدالتیں قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوتی ہیں جبکہ جمہوریت میں عدالتیں آئین کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوتی ہیں اگرچہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔

(5) خلافت میں مدت کا تعین نہیں ہوتا تاوقتیکہ معزولیت کا سبب پیدا نہ ہو جائے مثلاً خلیفہ مرتد ہو جائے جبکہ جمہوریت میں مقررہ مدت مثلاً پانچ سال کے لئے حاکم منتخب ہوتا ہے اور یہ صورت کئی قباحتوں پر مشتمل ہے۔

(6) خلافت میں سیاسی پارٹیوں کا تصور نہیں ہوتا جبکہ جمہوریت میں حزبِ اقتدار، حزبِ اختلاف پر مشتمل چھوٹی بڑی لسانی، علاقائی پارٹیاں ہوتی ہیں جو اپنے اپنے مفادات کے لئے کام کرتی ہیں۔

(7) خلافت میں باطل مذاہب کو اپنے مذہب کی کھلے عام تبلیغ و اشاعت کی اجازت نہیں ہوتی ہاں انفرادی طور پر وہ اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں جب کہ جمہوریت میں باطل مذاہب کو جمہوری حق کے تحت اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دی جاتی ہے۔

(8) خلافت میں کفار پر جزیہ نافذ کیا جاتا ہے اور ان کے جان مال عزت آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری لی جاتی ہے جبکہ جمہوریت میں کفار پر جزیہ کا تصور موجود نہیں ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کا پیش کردہ نظامِ حکومت جمہوریت سے مختلف ہے۔

نِری جمہویت— عذابِ الٰہی کا پیش خیمہ

جمہوریت اپنی اصل میں بے شمار خرابیوں کا مجموعہ ہے اور نری جمہوریت کفریہ نظام کا حصہ، لعنت اور عذابِ الٰہی کا باعث ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اسلام میں جمہوریت بھی ہے اور شخصیت بھی، محض جمہوریت لعنت ہے۔"

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 08، صفحہ 215، المدینہ لائبریری، دعوت اسلامی)

ہم یہاں صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے واضح ہو جائے گا کہ نری جمہوریت کس قدر خطرناک اور احکامِ الٰہیہ سے کھلی جنگ کے مترادف ہے۔

برطانیہ میں جس وقت یہ بل پیش ہوا کہ ہم جنس پرستی کو قانونی حیثیت دی جائے، تو پارلیمنٹ میں اختلافِ رائے ہوا جس کو دور کرنے کے لئے 15 رکنی Wolfendern Committee بنائی گئی جس کی رپورٹ 4 ستمبر 1957 میں شائع ہوئی، اس رپورٹ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم جنس پرستی ایک برائی ہے لیکن چونکہ قانون کی بنیاد اچھائی یا برائی طے کرنا نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک اخلاقی معاملہ اور عام لوگوں کی رائے اس کی اجازت کی طرف ہے تو ہماری رائے اسے قانونی حیثیت دینے کی ہے۔

اس رپورٹ کا نام Report of the Departmental Committee on Homosexual Offences and Prostitution ہے جسے انٹرنیٹ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

بعد میں یہ قانون امریکہ میں بھی بنایا گیا اور اب ایسے لوگوں کی باقاعدہ تنظیمیں ہیں جن کو ہم جنس پرست کہتے ہیں، اس کے لئے Gay, Lesbian, Bisexual وغیرہ الفاظ گردش کرتے ہیں۔

بات صرف یہاں تک نہیں رہتی بلکہ Wife Swapping کے نام سے ایک اور سوچ پھیلی ہوئی جس کا معنی ہے بیوی کا تبادلہ۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے کی بیویوں سے فائدہ اٹھانا، اس کی اجازت کے لئے آواز اٹھائی جا رہی ہے۔

یہ سب عوامی جمہوریت کے مظاہر ہیں جبکہ نظامِ خلافت ان بے حیائیوں پر یک لخت پابندی عائد کرتا ہے اور کسی عوامی رائے، جمہوری حق کی پرواہ نہیں کرتا۔

جمہوریت ایک دھوکہ

جمہوریت کا بغور جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہو گا کہ عوام کی اکثریت کا نعرہ محض لفظی ہے حقیقی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یہ بات معلوم ہے کہ ملک کے تمام ہی افراد ووٹ نہیں دیتے، بلکہ اس کی شرح 40 سے 50 فیصد یا تھوڑی کم زیادہ ہوتی ہے، اس شرح میں سے بھی بعض 20 فیصد کسی پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں، 15 فیصد کسی پارٹی کو اور بقیہ فیصد دیگر پارٹیوں کو ووٹ جاتا ہے۔ ان میں سے جس کو ووٹ زیادہ ملتے ہیں مثلاً 20 فیصد والی پارٹی زیادہ ووٹ حاصل کرلے تو وہ حکومت بناتی ہے حالانکہ حقیقی طور پر یہ پورے ملک کا قلیل طبقہ ہوتا ہے جو اکثریت کا نعرہ لگا کر قوم کے اچھے برے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس طرح جمہوری طریقے سے حکومت کا انتخاب ایک دھوکہ ہے۔

جمہوریت کا اسلامی ڈھانچہ

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ اسلامی تعلیمات میں نِری جمہوریت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، لیکن غیر منصوص یعنی دنیاوی، انتظامی، صوابدیدی معاملات میں جمہوریت کا تصور شورائیت کے معنی میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنی اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔ (آل عمران - 159)

وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔ (شوری - 38)

حضور سیدِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ یعنی تما اپنے دنیاوی کاموں کو بہتر جانتے ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امتثال الخ، جلد 04، صفحہ 1836، حدیث 2363، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"امورِ انتظامی جن میں شرع مطہر کی جانب سے کوئی تحدید نہ ہو ان میں کثرتِ رائے کا لحاظ ہوتا ہے، اس میں ہر ذی رائے مسلمان سنی کی رائے ملحوظ ہو گی اگرچہ عالم نہ ہو کہ معاملہ شرعیات سے نہیں بلکہ بارہا تجربہ کار کم علموں کی رائے کسی انتظامی امر میں ناتجربہ کار ذی علم کی رائے سے صائب تر ہو سکتی ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 16، صفحہ 128، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لہٰذا جمہوری نظام کی غیر شرعی شقوں کو دور کرکے اور جمہور کی رائے کو شرعی حدود و قیودات سے مشروط کرکے نافذ کیا جائے تو اس نظام کو قبول کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پاکستان میں اسلامی جمہوریت

دنیا کے تقریباً اکثر ممالک میں جمہوری نظام رائج ہے۔ جس کی ہم تین قسمیں کر سکتے ہیں:

(1) بلاواسطہ جمہوریت (Direct Democracy): یہ سوئٹزرلینڈ اور امریکا کے نیو انگلینڈ کے چند شہروں میں رائج ہے۔

(2) پارلیمانی جمہوریت (Parliamentary Democracy): یہ پاکستان، انڈیا، کینیڈا، جاپان، آسٹریلیا وغیرہم ممالک میں رائج ہے۔

(3) صدارتی جمہوریت (Presidential Democracy): یہ امریکہ میں رائج ہے۔

پاکستان میں پارلیمانی جمہوری نظام رائج ہے، 1956 کے پہلے آئین میں اسلام کا سابقہ لگا کر اسے اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا، 1973 میں پاکستان کا تیسرا آئین نافذ کیا گیا جو اب تک رائج ہے۔ پاکستان کے مروجہ آئین میں قراردادِ مقاصد کو برقرار رکھتے ہوئے اسلامی دفعات بیان کی گئی ہیں، مثلاً

(1) "اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہو گا"۔ (آئینِ پاکستان، آرٹیکل 2)

(2) "تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔" (آئینِ پاکستان، آرٹیکل 227)

(3) "چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا وہ ایک مقدس امانت ہے۔" (قراردادِ مقاصد)

آئینِ پاکستان کی یہ دفعات بظاہر تو اسلامی قوانین کی برتری کا پتہ دیتی ہیں مگر ان قوانین کے نفاذ کا جو طریقہ مرتب کیا گیا ہے اس سے اسلامی قوانین کا نفاذ پارلیمنٹ کے رحم و کرم پر معلق رہے گا، تفصیل یہ ہے کہ کوئی بھی قانون جو خلافِ قرآن و سنت ہو گا اسلامی نظریاتی کونسل اس کی نشاندہی کرے گی اور پارلیمنٹ کو سفارش پیش کرے گی۔ آئین میں لکھا ہے:

(1) "مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔" (آئینِ پاکستان، آرٹیکل 230(1) (الف))

(2) "کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔" (آئینِ پاکستان، آرٹیکل 230(1) (ب))

اس کی مزید شقوں کا مطالعہ کریں تو اسلامی نظریاتی کونسل کی ساری محنت، کاوش اور خلافِ قرآن و سنت قوانین کی نشاندہی وغیرہ صرف سفارش اور مشورے تک محدود ہے، رہا نفاذ کا معاملہ تو کونسل کو اس کا اختیار نہیں بلکہ پارلیمنٹ ہی اس کے نفاذ کا فیصلہ کرے گی۔

یہ بھی یاد رہے کہ پارلیمنٹ اگر دو تہائی اکثریت سے "قرآن و سنت کے خلاف قانون نہ بننے" کی دفعہ میں ترمیم کر دے یا اسے کالعدم قرار دے دے تو اُس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں قرآن و سنت کی بالادستی کی بات برائے نام رہ جاتی ہے اور جمہوریت کی وہی صورت سامنے آتی ہے جو اسلامی تعلیمات سے بالکل متصادم اور اللہ عزوجل کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

موجودہ حالت میں کیا کرنا چاہیئے؟

تمام تر تفصیل واضح کرتی ہے کہ نظامِ جمہوریت اپنے اندر بہت سی قباحتوں کو سمیٹے ہوئے ہے خصوصاً اس کے بنیادی ڈھانچے میں سخت خرابی موجود ہے، پاکستان میں موجودہ جمہوری نظام کے آئین میں اسلامی دفعات کو شامل کر کے جمہوریت کو اسلامی بنانے کی کوشش کی گئی ہے مگر یہ نظام خرابیوں سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پارلیمنٹ کے اختیارات کو ایسی دفعات کے تحت محدود کر دیا جائے جس سے وہ چاہ کر بھی قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون پاس نہ کر سکے اور جو سفارشات اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے اب تک دی جا چکی ہیں ان پر اِلتوائی پردہ ڈالنے کے بجائے عملی اقدامات کئے جائیں۔

ان سب کے باجود یہ ذہن نشین رہے کہ موجودہ اسلامی جمہوری نظام نہ تو ہمارا مطلوب ہے نہ ہماری ترجیح ہے بلکہ یہ مجبوری کی حالت ہے، ہم اسے مکمل طور پر نظامِ خلافت کا متبادل نہیں کہہ سکتے جیسے ماضی میں اسلامی سلطنت و بادشاہت کا نظام رہا ہے۔ مگر پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک کم از کم یہ تو کر سکتے ہیں کہ اپنے اپنے ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے مروجہ نظام میں اصلاحات لے کر آئیں اور ایک اسلامی بلاک کے لئے کوشش کریں، یہ تدریجی مراحل شمار ہوں گے جو خلافت کی راہ ہموار کرنے میں معاون ثابت ہو گی۔ گو کہ علمائے اسلام تصریح کر چکے ہیں کہ امتِ مسلمہ صدیوں سے بارِ خلافت اٹھانے سے معذور ہے، دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے اسلامی ممالک کو ایک خلیفہ کے جھنڈے تلے جمع کر دینا مشکل ترین معاملہ ہے مگر امکان تو یقیناً موجود ہے اور وہ وقت بھی یقیناً آئے گا جب امتِ مسلمہ پھر سے نظامِ خلافت کے تحت جمع ہو گی۔ ابو داوٗد شریف کی حدیث ملاحظہ کریں:

نبی رحمت شفیعِ امت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ، فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ، فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ۔۔۔ یعنی ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہو گا، (اس کا نام معلوم نہیں مگر یہ آخری خلیفہ ہو گا جس کے بعد امام مہدی خلیفہ ہوں گے، اختلاف ہو گا کہ کسے خلیفہ منتخب کریں) تو اہلِ مدینہ میں سے ایک صاحب مکہ معظمہ کی طرف تیزی سے تشریف لے جائیں (اس خوف سے کہ کہیں اُنہیں خلیفہ نہ چُن لیا جائے) اہلِ مکہ میں سے کچھ لوگ ان کے پاس آئیں گے (وہ مکے میں کہیں چھپے ہوں گے)، لوگ انہیں باہر لائیں گے اس حال میں کہ وہ صاحب (بارِ خلافت اٹھانے کو) ناپسند کرتے ہوں گے، تو لوگ حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔"

(سنن ابو داوٗد، کتاب الفتن والملاحم، جلد 04، صفحہ 107، حدیث 4286، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ سے پہلے خلافت لوٹ آئے گی اور اس وقت کسی خلیفہ کا انتقال ہو گا، ہم اگر اپنے دور سے موازنہ کریں تو یک دم خلافت کا قیام بے حد مشکل نظر آتا ہے، لیکن یہ طے ہے کہ خلافت قائم ہو گی تو یقینا خلافت کی راہ پہلے ہموار ہو گی۔ اس لئے ہم ناامید نہیں ہیں اور یہی عرض کرتے ہیں کہ مجبوری کی حالت پر تکیہ کرکے نہ بیٹھیں بلکہ مروجہ نظام میں اصلاحات کی کوشش کے ساتھ ساتھ قوم کو نظامِ خلافت کے خوبیوں اور مروجہ جمہوری نظام کی خرابیوں سے آگاہ کرتے رہیں۔ اگر ہم کوشش کرتے رہے تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ ہمارانام خلافت کے لئے کوشش کرنے والوں کی فہرست میں شامل کر دیا جائے۔